بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ، أَمَّا بَعْدُ:

25: منہج السلف میں بعض قاعدے-پہلا قاعدہ

کن سلفیاً علی الجادۃ، فضیلۃ الشیخ العلامہ عبدالسلام ابن سالم بن رجاء السحیمی حفظہ اللہ کے اس پیارے رسالے کی شرح کا درس جاری ہے اور آج کی نشست میں ایک نئے باب سے درس کا آغاز کرتے ہیں، شیخ صاحب فرماتے ہیں"بعض القواعد في المنهج السلفي"(منہج السلف میں بعض قاعدے)۔

یہ منہج السلف میں بعض قاعدے ہیں منہج السلف کے قاعدے نہیں ہے کیونکہ اصول پہلے گزر چکے ہیں کئی مرتبہ بیان کیے ہیں ہم نے، آج کی نشست میں منہج السلف میں بعض اہم قاعدے ہیں ان کے تعلق سے بات کرتے ہیں اور یہ جن کا ذکر شیخ صاحب نے کیا ہے پانچ قاعدے ہیں اور خاص طور پر طلاب علم کے لیے یہ بڑی اہمیت رکھتے ہیں اس لیے بھائیوں بہنوں سے گزارش ہے کہ تھوڑا سا توجہ کی ضرورت ہے۔

اس سے پہلے کہ میں یہ قاعدے بیان کروں وہ کون سے ہیں سوال یہ ہے کہ یہ قاعدے کیوں آئے ہیں اور ان کو قاعدہ کیوں بنایا گیا ہے؟ منہج السلف میں بعض قاعدے ہیں اور یہ پانچ خاص طور پر کیوں ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ میں پہلا قاعدہ پڑھتا ہوں پھر جواب دیتا ہوں کہ یہ پانچ قاعدے کیوں ہیں اور کیوں خاص طور پر ان پانچ کو قاعدے بنایا گیا ہے، پہلا قاعدہ ہے:

1-"أولاً، قاعدة في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر"(پہلے قاعدے کا تعلق"الأمر بالمعروف"معروف کا حکم دینا "والنهي عن المنكر"اور منکر سے منع کرنا)۔

معروف کیا ہے منکر کیا ہے؟ عام لفظوں میں معروف (اچھائی) اور منکر (بُرائی) ہے لیکن آج دیکھیں گے کہ صحیح معنی کیا ہے۔ معنی یہی ہے اگر ہم لفظی معنی دیکھیں تو معروف اچھائی ہے اور منکر بُرائی ہے لیکن دیکھیں گے شیخ صاحب کس

طریقے سے اسے بیان کرتے ہیں اور اچھائی سے مراد کیا ہے سب سے بڑی اچھائی کیا ہے، بُرائی سے مراد کیا ہے سب سے بڑی بُرائی کیا ہے۔

2-دوسرا قاعدہ "قاعدة في العبادات" (عبادات میں قاعدہ)۔

3-تیسرا قاعدہ "قاعدة في أن مدار الدين على العلم النافع والعمل الصالح" (کہ دین کا دارومدار دو چیزوں پر ہے علم نافع اور عمل صالح پر)۔

4-"إن درء المفاسد مقدمٌ على جلب المصالح" (کہ مفاسد اور مصالح اگر ٹکرا جائیں اس وقت کیا کرنا ہے اس کے تعلق سے قاعدہ ہے کہ "درء المفاسد" مفاسد سے بچنا ان کو پیچھے کرنا ان کو روکنا مصالح اور اچھائیوں کو پانے سے زیادہ بہتر ہے)۔

اگر اچھائی بھی ہے ایک مسئلے میں ایک چیز میں اور برائی بھی ہے اور دونوں ٹکرا رہی ہیں تو کیا کریں گے یعنی اچھائی کو لیں گے برائی کے ساتھ یا اچھائی کو چھوڑیں گے تاکہ برائی سے بچیں؟ برائی کو روکنا ہے اگر یہ مصلحت رہ جاتی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن برائی کو روکنا ہے۔

5-پانچوں قاعدہ ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں "خامساً قاعدة ، أن الأحكام الأصولية و الفروعية لا تتم الاّ بأمرين" (دونوں احکام شریعت کے اصولی اور فروعی صرف دو چیزوں پر قائم ہیں اگر کوئی حکم لگانا ہے شرعاً کسی چیز کے تعلق سے تو یہ حکم لگانے سے پہلے دو چیزوں کو دیکھنا لازمی ہے) "هما وجود الشروط و انتفاء الموانع" (شرطوں کا ہونا لازمی ہے اور رکاوٹوں کا دور ہونا لازمی ہے)۔

اور تفصیل سے بات جب کریں گے مثالوں کے ساتھ تو بات ان شاءاللہ آسان ہو جائے گی، آج کی نشست میں جو پہلا قاعدہ ہے "أولاً، قاعدة في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر" یہ قاعدہ ہے۔ یہ قاعدے کیوں ہیں؟ اس کے جواب میں عام جواب اور خاص جواب اس قاعدے کے لیے:

1-عام جواب یہ ہے سب سے پہلے اس قاعدے کے لیے کہ دلائل موجود ہیں ان قواعد کے قرآن اور سنت میں اس لیے ان کو قاعدہ بنایا گیا ہے۔ سلف الصالحین نے اور ان کے متبعین باحسان نے جب ان قواعد کو دیکھا ہے یا ان قواعد کو ایجاد کیا ہے تو پھر اپنی جیب سے نہیں نکالے اپنی عقل کی بنیاد پر یا کشف یا ذوق یا وجد یا خوابوں کی بنیاد پر نہیں یا کسی ایک

شخص کے کہنے پر نہیں نکلے یہ ،اِن کی اصل بنیاد قرآن اور سنت میں موجود ہے اس لیے انہیں قاعدہ بنایا گیا ہے۔ بغیر دلیل کے منہج سلف میں آپ کو ایک چیز نظر نہیں آئے گی دلیل ضرور ہو گی اس پر اس کی بنیاد پر بات ہو گی، تو دلائل موجود ہیں (یہ عام جواب دے رہا ہوں میں اس قاعدے خاص میں ان پانچوں قواعد کا عمومی جواب ہے)۔

2- ان کی اہمیت کی وجہ سے ،یہ قاعدے بہت مہم ہیں شریعت میں ان کی اہمیت ہے شریعت میں ان قواعد کی اہمیت موجود ہے اس لیے ان کو ایک ساتھ پانچوں کو اکٹھا کر دیا گیا ہے۔

3- مخالفین نے کثرت سے ان قواعد میں غلطیاں کی ہیں اس لیے ان کے رَد میں ان پانچ کو قواعد بنالیا گیا ہے۔ان مسائل میں مخالفین نے اہل بدعت نے مخالفت کی ہے اور کثرت سے ان سے غلطیاں ہوئی ہیں اس لیے علماء اہل سنت والجماعت نے سلفی علماء نے ان قواعد کو ایک ساتھ جمع کیا ہے تاکہ خود بھی بچیں اور ہر مسلمان جو موحد متبع سنت ہے وہ ان غلطیوں سے بچے جن غلطیوں سے اہل بدعت نہ بچ سکے۔

4- منہج سلف کی مخالفت کے اسباب میں سے ایک سبب ہے، کئی اسباب ہیں ان میں سے ان قواعد کی غلطیوں کی وجہ سے منہج السلف سے دوری اختیار کی گئی ہے اور باطل مناہج کا ظہور ہوا ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ پانچ قواعد کون سے ہیں، ان قواعد کی اہمیت کی وجہ سے کہ بہت اہم قاعدے ہیں دین کے اصول اور فروع ان میں شامل ہیں اور عظیم الشان قاعدے ہیں، تیسرا مخالفین نے کثرت سے غلطیاں کی ہیں ان قواعد میں اس لیے ان کا خاص اہتمام کیا گیا ہے، اور چوتھا جس نے ان قواعد میں غلطی کی ہے یعنی منہج سلف کی مخالفت کے اسباب میں سے ان قواعد میں غلطی سبب تھی تو اگر آپ نے منہج السلف پر قائم رہنا ہے تو آپ کو ان قواعد پر عبور ہونا چاہیے تاکہ آپ منہج سلف سے دوری اختیار نہ کریں جیسا کہ اہل بدعت نے اختیار کی ہے ان قواعد میں غلطیاں کر کے۔

خاص جواب اس قاعدے کے لیے قاعدہ کون سا ہے؟ ''قاعدة في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر'' اسے قاعدہ کیوں بنایا گیا:

1- کیونکہ اکثر لوگوں نے غفلت سے کام لیا اس قاعدے کے تعلق سے خاص طور پر توحید جو سب سے بڑا معروف ہے اور شرک جو سب سے بڑا منکر ہے (تفصیل ان شاءاللہ آگے بتاؤں گا شیخ صاحب کے قول میں)۔

2- دوسری وجہ اسی پہلی وجہ سے جڑی ہوئی ہے اور اس سے لازم آتی ہے کہ سب سے بڑے معروف اور سب سے بڑے منکر کو نہ جاننے کی وجہ سے۔

بعض لوگوں کے نزدیک سب سے بڑا معروف نماز پڑھنا ہے، بعض لوگوں کے نزدیک والدین سے حسن سلوکی ہے، بعض لوگوں کے نزدیک حسن اخلاق ہے اور اسی طریقے سے دوسری طرف بعض لوگوں کے نزدیک سب سے بڑا منکر نماز کو چھوڑنا ہے (اگرچہ منکرات میں سے ہے لیکن سب سے بڑا منکر ہے؟!)، بعض لوگوں کے نزدیک بدعت ہے، بعض لوگوں کے نزدیک بداخلاقیاں ہیں، تو مختلف لوگوں کے مختلف طریقے ہیں۔

تو ہم دیکھیں گے کہ شیخ صاحب نے اس قاعدے کو کس طریقے سے بیان کیا ہے اور سب سے بڑا معروف سب سے بڑا منکر کیا ہے اس پر کس طریقے سے انہوں نے بات کی ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ شیخ صاحب اس قاعدے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"المراد بالمعروف" (معروف سے کیا مراد ہے) "جميع الطاعات" (ساری کی ساری فرمانبرداریاں ساری کی ساری اچھائیاں اور ساری کی ساری خوبیوں کو معروف کہا جاتا ہے) "وأعظم ذلك" (اور سب سے عظیم معروف) "عبادة الله وحده لا شريك له" (ایک اللہ کی عبادت کرنا اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا) "وإخلاص العبادة له" (اور عبادت میں اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص کرنا) "وترك عبادة ما سواه" (اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور معبود کی عبادت کو ترک کردینا) "ويأتي بعد ذلك سائر الطاعات من واجبات ومستحبات" (اس سب سے عظیم اور سب سے بڑے معروف کے بعد باقی طاعات بعد میں آتی ہیں واجبات اور مستحبات کی شکل میں)۔

معروف کیا ہے؟ جمیع الطاعات۔ مشکل ہے؟ جتنی بھی فرمانبرداریاں ہیں، جتنی بھی اچھائیں ہیں شریعت کے اعتبار سے (عقل کے اعتبار سے نہیں) قرآن اور سنت کی روشنی کی بات ہو رہی ہے شرعاً وہ ساری کی ساری معروف ہیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں "ما تعارف عليه الناس" (جس سے لوگ متعارف ہو گئے ہیں کہ یہ چیز خیر ہے اس چیز میں بھلائی ہے شرعاً)۔ اور منکر؟ "ما ينكره الناس" (جس سے لوگ انکار کرتے ہیں بُرا سمجھتے ہیں (سبحان اللہ))۔

"والمنكر" (اور منکر کیا ہے (شیخ صاحب فرماتے ہیں شرعاً)) "هو كل ما نهى الله عنه ورسوله صلى الله عليه وسلم" ((منکر کیا ہے) ہر وہ چیز جس سے اللہ تعالیٰ نے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے)

"فجميع المعاصي والبدع منكر"(ساری کی ساری معاصی نافرمانیاں اور ہر قسم کی بدعتیں کیا ہیں؟ منکر ہیں) "وأعظم المنكر"(سب سے بڑا منکر کیا ہے؟)"الشرك بالله عزوجل"(اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا(شرک کرنا سب سے بڑا منکر ہے))۔

رُکتے ہیں تھوڑی دیر یہاں پر۔ جتنے بھی گروہ آج موجود ہیں امت میں فرقے تو ہم بٹ چکے ہیں نا(اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق امت میں تہتّر فرقے ہوں گے فرقے تو ہمارے سامنے ہیں کوئی ان کو جھٹلا نہیں سکتا) جتنے بھی فرقے یا جماعتیں موجود ہیں ہر فرقہ اپنے اعتبار سے اپنے طریقے سے وہ بھلائی کا حکم دیتا ہے اور بُرائی سے منع کرتا ہے کہ نہیں؟ ہر فرقہ کرتا ہے لیکن اگر ان پر تھوڑا سا غور کریں آپ (مثالیں آگے دوں گا میں ان شاء اللہ) کیا اِن گروہوں میں یا اِن جماعتوں میں یا اِن فرقوں میں جو اُمر بالمعروف و نہی عن المنکر کی بات کرتے ہیں سب سے بڑا معروف ان کے نزدیک کیا توحید ہے (پہلا سوال یہ ہے) اور سب سے بڑا منکر کیا شرک ہے؟

اچھا جن کے نزدیک ہے (دوسرا سوال) اگر توحید سب سے بڑا معروف ہے تو پھر اس کا اہتمام کیا جاتا ہے کہ نہیں یا صرف زبانی کلامی باتوں باتوں میں بتا دیتے ہیں یا اس کا اہتمام کیا جاتا ہے؟

اہتمام کیسے کیا جاتا ہے نشانی کیا ہے؟ التفصیل۔ تفصیل سے جو بات کرتے ہیں توحید کی یقیناً وہ لوگ جانتے ہیں کہ سب سے بڑا معروف توحید ہے اور باقی ساری کی ساری طاعات "سائر الطاعات من واجبات ومستحبات" وہ بعد میں ہیں۔ اگر توحید نہ رہی تو کوئی عبادت باقی نہ رہی اگر توحید ہے اور باقی میں کمزوری ہے تو وہاں پر درستگی ہو سکتی ہے، اگر توحید میں ہی خرابی ہے اور باقی دیگر عبادات میں واجبات میں مستحبات میں کوئی شخص سب سے آگے ہو کوئی فائدہ ہے؟

اسی لیے سب سے پہلے کیا ہے؟ کلمہ شہادت ہے۔ ارکان اسلام پانچ ہیں سب سے پہلا رکن کیا ہے؟ دونوں کی گواہیاں، الشہادتین: "شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ"۔ نماز بعد میں ہے، زکوۃ بعد میں ہے، روزہ حج بعد میں ہے۔ جہاد بعد میں ہے کہ نہیں؟ (سبحان اللہ)۔

یعنی جہاد ارکان اسلام میں سے نہیں ہے لیکن دین کی سربلندی جہاد سے جڑی ہوئی ہے (سبحان اللہ) دین کا ایک بنیادی حصہ ہے لیکن کیا کلمہ توحید سے پہلے ہے؟ کیونکہ بعض لوگ جھگڑے پر آجاتے ہیں کہتے ہیں نہیں! جہاد کے ذریعے سے کلمہ پھیلا تو پہلے جہاد ہے پھر کلمہ ہے۔

اللہ کے بندے پہلے کلمہ ہے اور پھر جہاد ہے کلمے کے بغیر آپ جہاد کیا کریں گے یعنی مجاہد اگر کلمہ نہیں پڑھتا اس کا جہاد ہو گا؟ تو پھر پہلے کیا ہے؟ کلمہ ہے کامن سینس (common sense) کی بات ہے اس میں جھگڑے کی بات کوئی ہے ؟! تو پہلے کلمہ ہے پھر اس کلمے کو پھیلانے کے لیے جہاد ہے۔ اور جو باقی چار ارکان ہیں کلمے کے بعد؟ جہاد بعد میں ہے نا جہاد تو ارکان اسلام میں سے ہے نہیں جو حج نہیں کر سکتا زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے دنیا جہاں کے سیر سپاٹے پورے کر چکا ہے وہ کیا جہاد کرے گا! جو رمضان کے روزے نہیں رکھ سکتا وہ تلوار اٹھا کر کیا کافروں کے سامنے کھڑا ہو گا! جو زکوۃ نہیں دے سکتا وہ جہاد میں کیا پیسہ خرچ کرے گا! اور جو پانچ وقت اپنے ربّ کے سامنے سر نہیں جھکا سکتا نماز نہیں پڑھ سکتا تو کافر کے سامنے کہاں اس کو ثابت قدمی ملے گی!

تو یہ سارے کے سارے چار ارکان کلمہ شہادت کے بعد کیوں ہیں؟ تربیت النفس ہے، مجاہدۃ النفس ہے۔ تو جہاد نفس پہلے کرو نا! دل کو پاک کیا کلمہ شہادت سے اور اگر صحیح پاک کیا ہے تو اس کا اثر پورے جسم پر ہونا چاہئے کہ نہیں؟ اور دیکھیں اگر جو چاروں باقی ارکان اسلام ہیں کلمہ شہادت کے بعد ان میں ہر قسم کی عبادت موجود ہے، مالی ہے، بدنی ہے، قولی ہے فعلی ہے کوئی بچی ہے عبادت؟! جو اس میں کوتاہی کرتا ہے اس کے بعد وہ کیا اچھائی کر سکتا ہے؟!

تو اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو صحیح طریقے سے سمجھنا ہے، جو اس وقت نہیں جانتا کہ سب سے بڑا معروف توحید ہے اور خاص طور پر توحید عبادت ہے اس کی ساری کی ساری دعوت اور تبلیغ ذرّے برابر بھی نہیں ہے، اس کی ساری کی ساری انتھک محنت جو وہ کر رہا ہے اس کو کوئی فائدہ نہیں ہونے والا۔ کیوں؟ وہ لوگوں کو نماز بھی پڑھوائے گا، لوگوں کو روزہ بھی رکھوائے گا، زکوۃ بھی دلوائے گا، حج بھی کروائے گا، عمرے بھی کروائے گا، گانے بجانے سے بھی توبہ کروائے گا، سود کھانے سے بھی توبہ کروائے گا لیکن قبر کا طواف تو وہ کر رہا ہے، غیر اللہ کو وہ پکار رہا ہے یہ کون منع کرے گا؟ اگر آپ کی تبلیغ کے اصول میں (اور یہ اصل موجود ہے اَمر بالمعروف و نہی عن المنکر کا اصل موجود ہے) اگر اس اصل سے آپ کی مراد معروف یا سب سے بڑا معروف توحید ہوتا اور سب سے بڑا منکر شرک ہوتا تو آپ کی دعوت میں تبدیلی ضرور ہوتی۔ اس لیے یاد رکھیں کہ سب سے بڑا معروف توحید ہے اور سب سے بڑا منکر شرک ہے۔

پھر ایک مسئلہ آتا ہے کہ کلمہ گو مشرک ہو سکتا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ آپ کیوں لوگوں کو ڈراتے ہو شرک شرک کی بات کرتے رہتے ہو کہ سب سے بڑا منکر شرک ہے کس نے کہا شرک ہے؟! کلمہ پڑھ لیا نا مسلمان نے بات ہی ختم ہو گئی

کیوں ڈراتے ہو بھئی کہ سب سے پہلے توحید ہے، لوگ نماز نہیں پڑھتے لوگوں کے اخلاق خراب ہیں لوگ سود کھاتے ہیں اُدھر بات کرتے نہیں ہو تم پیچھے لگے ہو توحید توحید ہے ایک نے کلمہ پڑھ لیا ہے وہ موحد تو ہو گیا ہے بات ختم ہو گئی اب کیا سب سے بڑا معروف توحید ہے، منکر کی بات کرتے ہو شرک سب سے بڑا منکر ہے کس نے کہا کہ شرک سب سے بڑا منکر ہے بھئی؟!

کس نے کہا ہے؟ نہیں ہم نے نہیں کہا ہم جرأت نہیں کر سکتے! اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے ﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ (لقمان:13)(سب سے عظیم ظلم جو ہے وہ شرک ہے ظلم عظیم ہے)۔ جب ظلم عظیم ہے کہتے ہیں اچھا یہ ہم نے مان لیا کہ ظلم عظیم ہے ٹھیک ہے لیکن مسلمان شرک کر سکتا ہے یہ کس نے کہا ہے؟! کئی دلائل ہیں سورۃ انعام کی آیت ہے سورۃ یوسف کی آیت ہے اور سورۃ التحریم کی آیت میں ہے، سورۃ الممتحنہ کی آیات میں ہے کئی آیات میں ہے کہ مسلمان کلمہ پڑھنے کے بعد شرک کر سکتا ہے، کئی احادیث بھی ہیں اس میں صحیح متفق علیہ بھی احادیث ہیں اس میں۔ یعنی ایک آیت جو آپ نے بیان کی ہے سورۃ انعام کی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں غور سے سنیں: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ (الانعام:82)۔ ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ سب سے پہلے ہے ﴿وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾۔ اب ظلم سے کیا مراد ہے بعض صحابہ پریشان ہوئے کہ ایمان بھی ہے اور کسی قسم کا ظلم بھی ساتھ ملاوٹ نہیں ہوا ہے امن اور ہدایت کس کے لیے ہے؟ دیکھیں دنیا میں ہدایت ہے اور آخرت میں امن وامان یعنی جنت ہے کس کے لیے ہے؟ جس نے اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہیں کیا۔ ایمان ظلم سے آلودہ ہو سکتا ہے؟ ہو سکتا ہے۔ تو پریشان ہو گئے بڑے صحابہ بھی پریشان ہو گئے، اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم میں سے کون ہے جس نے ظلم نہیں کیا؟! اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کیا ہو گیا؟ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ ظلم تو ہم سے ہو گیا ہے ہم نے کیا ہے یعنی ہمارا ایمان گیا یعنی ہدایت نہیں ملے گی اور نہ ہی امن وامان ہو گا؟! اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کیا فرمایا؟ یہ وہ ظلم نہیں ہے جس کی طرف تم جا رہے ہو ظلم سے کیا

مراد ہے؟"قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ"(عبد الصالح کی زبانی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (سیدنا لقمان علیہ الصلاۃ والسلام کی زبانی اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں))﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ تو ظلم سے مراد یہاں پر شرک ہے۔ تو ایمان کے ساتھ شرک نہیں ہو سکتا واضح آیت ہے کہ نہیں؟(سبحان اللہ)۔

شیخ صاحب(حفظہ اللہ)فرماتے ہیں"والأمر بالمعروف والنهي عن المنكر واجب على هذه الأمة وجوب كفائي، لاعيني"(حکم کیا ہے اُمر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم کیا ہے؟فرض کفایہ ہے)"واجب"(واجب کی دو قسمیں ہیں واجب اور فرض ایک ہی چیز کے دو نام ہیں)۔ حنفیوں کا اپنا ایک قاعدہ ہے اس کو چھوڑیں جو صحیح قول ہے اہل سنت والجماعت کے علماء کا کہ واجب اور فرض ایک ہی چیز ہے دونوں ایک چیز کے دو مختلف نام ہیں اور فرض کی دو قسمیں ہیں فرض عین ہے اور فرض کفایہ۔ فرض عین بعینہ جو ہر انسان پر فرض ہے جیسا کہ فرض نماز ہے،اور فرض کفایہ سے کیا مراد ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں"إذا قام به من يكفي سقط الإثم عن الباقين"(اگر کافی تعداد میں لوگ اس واجب پر یا اس فرض پر عمل کریں تو باقی لوگوں پر سے گناہ ہٹ جاتا ہے جن لوگوں نے یہ عمل یا اس فرض کی ادائیگی نہیں کی)۔ واضح ہے کہ نہیں؟"إذا قام به من يكفي"اگر کافی تعداد میں مسلمانوں نے یا لوگوں نے اس فرض کو بجالانے میں آگے اس پر عمل کیا اور باقی جن لوگوں نے اس فرض پر عمل نہیں کیا اس کو چھوڑ دیا تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ کن پر گناہ نہیں ہے؟ جنہوں نے اس پر عمل نہیں کیا جنہوں نے چھوڑ دیا ہے۔"وإذا لم يقم به أحد"(اور اگر سب اس کو چھوڑ دیں اور کوئی بھی اس پر عمل نہ کرے)"أثم الجميع"(سب پر گناہ ہوگا)۔

نماز جنازہ دیکھ لیں آپ کیا حکم ہے صلاۃ الجنازہ کا یعنی کیا آپ پر واجب ہے کہ آپ نے فرض نماز پڑھی ہے پھر جنازہ آگیا ہے کیا آپ جنازے کی نماز پڑھیں؟ کیا نماز جنازہ کا حکم ویسا ہی ہے جیسے حکم فرض نماز کا ہے؟ آپ دیکھتے ہیں حرم میں جاتے ہیں فرض نماز کے بعد بعض لوگ طواف کرنا شروع کر دیتے ہیں یا پھر سعی شروع کر دیتے ہیں پھر تھوڑی کے دیر کے بعد پتہ چلتا ہے کہ جنازہ ہے بعض رُک جاتے ہیں اور بعض رُکتے نہیں ہیں کبھی دیکھا ہے فرض نماز میں کسی نے طواف کو جاری رکھا ہو یا سعی کو جاری رکھا ہو اور نماز نہ پڑھی ہو یعنی دونوں میں فرق ہے کہ نہیں؟ جس نے جنازے کی نماز نہیں پڑھی کوئی گناہ اس پر ہے؟ نہیں ہے۔ لیکن خیر سے محروم ہوا کہ نہیں؟ خیر سے محروم ہوا ہے۔

ایک شخص چاہتا ہے کہ طواف میں مکمل پورا مکمل کر لوں یا سعی پوری میں کر لوں اس کے ساتھ بچے ہیں وہ جنازے کی نماز نہیں پڑھ سکتا تو اس کو آپ زبردستی نہیں کہہ سکتے کہ نہیں آپ لازمی پڑھیں آپ پر فرض عین ہے! کیونکہ فرض کفایہ ہے۔ لیکن اگر جنازہ ہے اور کوئی اور نہیں پڑھ رہا اور صرف آپ دو تین لوگ ہیں اور کوئی بھی نہیں ہے تب کیا ہو گا پڑھنی پڑے گی کہ نہیں؟ تو دونوں صورتوں میں کیا فرق ہے؟ جب کافی تعداد میں لوگ اس واجب کو بجالائیں تو دوسروں پر جو اس واجب پر عمل نہیں کرتے کوئی گناہ نہیں ہوتا اور کرنے والے کو ثواب ملتا ہے ان شاءاللہ، اور اگر کوئی بھی نہ کرے تو سب کو گناہ ہو گا جب تک کہ کافی تعداد میں لوگ اس واجب جو کفائی ہے اس پر عمل نہ کریں۔

اس کی دلیل کیا ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں" قال تعالیٰ ﴿وَلۡتَكُن مِّنكُمۡ أُمَّةٌ﴾ " (آل عمران:104)(اور تم میں سے)۔" تم میں سے" تم سب ہیں؟ ﴿أُمَّةٌ﴾ (ایک امت ایسی ہونی چاہیے)۔ کیا کرتی ہے؟ ﴿يَدۡعُونَ إِلَى ٱلۡخَيۡرِ﴾ (جو خیر کی طرف دعوت دیتے ہیں) ﴿وَيَأۡمُرُونَ بِٱلۡمَعۡرُوفِ﴾ (اور معروف کا حکم دیتے ہیں) ﴿وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ ٱلۡمُنكَرِ﴾ (اور برائی سے منکر سے منع کرتے ہیں) ﴿وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُفۡلِحُونَ﴾ (اور وہی فلاح پانے والے ہیں)۔

"قال شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله "(شیخ الاسلام (رحمہ اللہ) کی اب شیخ صاحب (حفظہ اللہ) بات نقل کر رہے ہیں بڑی پیاری باتیں ہیں سب مل کر سنتے ہیں)"من أمر بالمعروف ونهي عن المنكر "(جس نے معروف کا حکم دیا اور منکر سے منع کیا)"فينبغي أن يكون عالماً بما أمر به "(تو اس کو چاہیے اس پر واجب ہے کہ وہ جان لے جس کا وہ حکم دے رہا ہے علم کے ساتھ معروف کا حکم دے)۔ اچھائی بھلائی کا حکم علم کے ساتھ دے اس کو پتہ ہو کہ یہ معروف ہے، اسے پتہ ہی نہیں کہ معروف کیا ہے منکر کیا ہے تو کیا حکم دے گا اور کس چیز سے منع کرے گا وہ؟!"أن يكون عالماً بما أمر به" جس کا حکم دے رہا ہے اس کو اس کا علم ہونا چاہیے۔" عالماً بما ينهى عنه "(جس چیز سے منع کر رہا ہے اس کا بھی اسے علم ہونا چاہیے)۔

اس سے کیا مراد ہے کہ آپ کو بڑا عالم ہونا چاہیے تب آپ یہ کام کریں گے کیا مراد ہے اس سے؟ کیا کہہ رہے ہیں کہ "بما أمر به عالماً بما ينهى عنه" اسی جزیئے کے بارے میں بات ہو رہی ہے۔ آپ توحید کی بات کرتے ہیں توحید کا حکم دیتے

ہیں لوگوں کو توحید کی طرف بلاتے ہیں لیکن آپ کو پتہ ہی نہیں ہے توحید ہوتی کیا ہے تو کیا کر رہے ہیں آپ؟! تو پہلے کیا ہوگا؟خود توحید کو سیکھو۔ شرک سے منع کر رہا ہے اور خود تعویذ لٹکایا ہوا ہے مثال کے طور پر اس کو پتہ ہے کہ وہ کیا کر رہا ہے؟ غلطی کہاں پر ہے؟ تعویذ لٹکانے میں ہے۔

تعویذ لٹکانا بھی شرک میں سے ہے کہ نہیں یہ کس نے کہا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا ہے؟"مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ"۔"فَقَدْ"کس کے لیے ہے؟ تحقیقاً، یقیناً۔"فَقَدْ أَشْرَكَ"(اس نے شرک کیا ہے)۔

گلے میں تعویذ ہے بازو میں تعویذ ہے تعویذ لکھ کر بھی دے رہا ہے اور پھر شرک سے منع بھی کر رہا ہے ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ آیت بھی پڑھ رہا ہے تو غلطی کہاں پر ہے؟اس کو علم ہی نہیں ہے کہ شرک کیا ہے یا توحید کیا ہے۔ تو لوگوں کو کس چیز کی طرف بلائے گا اور کس چیز سے منع کرے گا؟!

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں"فينبغي"(اس کو چاہیے یعنی اس پر واجب ہے)"أن يكون عالماً بما أمر به عالماً بما ينهى عنه رفيقاً فيما يأمر به"((نرمی) جس چیز کا وہ حکم دے رہا ہے اسے نرمی سے رفق کے ساتھ اسے چاہیے کہ حکم دے) "رفيقاً فيما ينهى عنه"(جس چیز سے وہ منع کر رہا ہے تو رفق کے ساتھ (رفیقاً))۔"حالة كونه رفيقاً ، حالة كونه عالماً"۔

آپ نے منع کرنا ہے کسی کو سیگریٹ نوشی سے آتے ہیں اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر اسے گرا دیتے ہیں کہ نہ پیو سیگریٹ سنے گا آپ کی بات وہ؟! آپ نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا ہے شاید وہ آپ کے منہ پر پھر ہاتھ مارے گا کہ تم کون ہوتے ہو منع کرنے والے مجھے یہ کون سا طریقہ ہے بھئی منع کرنے کا؟!"رفیقاً"۔ اگر دعوت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اگر مسلمان بھائی کو آپ برائی سے روک رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے روک رہے ہیں تو پھر طریقہ ہماری مرضی کا ہوگا؟ کس کی مرضی کا ہوگا؟ جس کے لیے ہم لوگوں کو معروف کا حکم دے رہے ہیں اور منکر سے منع کر رہے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کے لیے ہے تو طریقہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا چاہیے نا شرعی طریقہ ہونا چاہیے نا اور اگر اپنی من مانی کرنی ہے اپنی مرضی کرنی ہے تو پھر آپ کی مرضی ہے جو بھی طریقہ اپنائیں۔

میرے بھائی اگر آپ کی اپنی اولاد ہے آپ اسے سمجھانا چاہتے ہیں تو کیسے سمجھاتے ہیں دس لوگوں کے سامنے ڈانٹتے ہیں؟! کیوں الگ سمجھاتے ہیں؟ کیونکہ مجھے پسند ہے اسے بھی پسند ہے کہ اسے سب کے سامنے بے عزت نہ کیا جائے۔

تو مسلمان بھائی کو کیا پسند ہے وہی جو آپ کو پسند ہے نایااس کو کچھ اور پسند ہے ؟! آپ کو عزت پسند ہے اس کو عزت پسند نہیں ہے ؟! (سبحان اللہ) رفق۔

تیسرے نمبر پر" حليماً فيما يأمر به حليماً فيما ينهى عنه "((خوبصورت باتیں ہیں) بُردبار ہونا چاہیے جس چیز کا حکم دے رہا ہے بُردباری سے دے، جس چیز سے منع کر رہا ہے تو بُردباری سے منع کرے حلم کے ساتھ)۔

علم ہے، رفق ہے، حلم ہے کتنی خوبصورت صفات اور خصال ہیں، واللہ! بہت ساری دعاۃ میں سے یہ چیزیں آج بہت کم نظر آتی ہیں۔ دعوت دینے والے دیکھیں میدان میں کودپڑتے ہیں شاید آج سننے والوں سے زیادہ دعوت دینے والے ہیں میرا خیال ہے دنیا میں لیکن کیا ان کی دعوت میں علم ہے سب سے پہلے ؟ اچھا علم ہے رفق ہے ؟ رفق بھی ہے حلم ہے ؟ کتنی خوبصورت تین چیزیں ہیں نور علی نور۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ الاسلام ابن تیمیہ (رحمۃ اللہ)) "فالعلم قبل الأمر "((تفصیل دیکھیں) علم کب ہے حکم کے ساتھ یا پہلے ؟ علم حاصل کریں گے پہلے تو پھر حکم بھی دیں گے نا)۔ میں حکم بھی دے رہا ہوں ابھی علم بھی حاصل کر رہا ہوں پڑھ بھی رہا ہوں تو ممکن ہے یہ ؟ کہے گا کہ استاد جی! ذرا پہلے پڑھ لیں پھر میرے پاس آنا، یاڈاکٹر صاحب جو ہے کتاب بھی ہاتھ میں ہے اور مریض کو دیکھ بھی رہا ہے پڑھ بھی رہا ہے مریض آئیں گے اس کے پاس کیا خیال ہے ؟! وہ کہے گا کہ یہ پاگل ڈاکٹر ہے ابھی سیکھ رہا ہے ہمارے اوپر سیکھ رہا ہے یہ۔ یا سرجن ہے سرجری کرنی ہے کتاب کھول کر سرجری کر رہا ہے! تو علم ہمیشہ پہلے ہوتا ہے ساتھ نہیں ہوتا، عمل کے ساتھ علم نہیں ہوتا علم پہلے ہوتا ہے۔

"والرفق مع الأمر "(رفق کب ہوتا ہے ؟ ساتھ ہوتا ہے)" والحلم مع الأمر "(اور حلم)" فإن لم يكن عالماً "(اگر عالم نہیں ہے)" لم يكن له أن يقف ما ليس له به علم "(اگر عالم نہیں ہے پھر اس کے لیے ہر گز جائز نہیں ہے کہ وہ اس کام کے پیچھے لگے جس کا اس کو علم ہی نہیں ہے (اللہ اکبر))۔ آپ نے علم کی بات کی ہے نا یہ علم واجب ہے، اُمر بالمعروف بذات خود فرض کفایہ ہے اگر کسی نے کرنا ہے تو اب علم اس پر واجب ہے (بات واضح ہے کہ نہیں ؟) اس جزیئے میں جس کا وہ حکم دے رہا ہے جس چیز سے وہ منع کر رہا ہے۔

"وإن كان عالماً "(عالم تو ہے اگر عالم نہیں ہے تو پھر)" لم يكن له أن يقف ما ليس له به علم "(بڑا خطرناک معاملہ ہے!)

"وإن كان عالماً ولم يكن رفيقاً "(اگر عالم ہے لیکن رفیق نہیں ہے)۔ سنیں ذرا مثال سنیں مثال بھی ہمارے بارے میں

ہے،"کان کالطبیب"(وہ اس ڈاکٹر کی طرح ہے)"الذي لا رفق فيه"(جس میں کوئی نرمی نہیں ہے)"فيغلظ على المريض فلا يقبل منه"(تو مریض پر سختی کرتا ہے پھر مریض اس کی سنتا بھی نہیں ہے)۔

مریض تو بے چارا پہلے سے ہی پریشان ہے ڈاکٹر کے پاس آتا ہے ڈاکٹر پہلے تو اس کی جیب کی طرف دیکھتا ہے پھر اس کے ہاتھ کی طرف دیکھتا ہے پھر اس کی نبض کو دیکھتا ہے(اِلا من رحم اللہ سبحانہ و تعالیٰ)اس کے بعد پھر اگر سختی سے بھی بات کرے تو اس کا چھوڑا کیا ہے اس نے پھر اس نے کہاں واپس آنا ہے دنیا میں ڈاکٹر کم ہیں کیا!(سبحان اللہ)۔

دوسری مثال بھی ہے"والمؤدب الغليظ الذي لا يقبل منه الولد"(اور اس مؤدب اور تربیت کرنے والے جیسا شخص جو بچوں کی تربیت تو کرتا ہے لیکن سختی کے ساتھ پھر جن کی وہ تربیت کر رہا ہے بچے اس کی سنتے نہیں ہیں)۔قبول کرتے ہیں کوئی؟میرے بھائی سختی سے کوئی بھی آپ کی بات قبول نہیں کرے گا آپ کا اپنا لخت جگر بھی قبول نہیں کرے گا تو دوسرے کیا قبول کریں گے پھر!(سبحان اللہ)۔

"وقد قال الله تعالىٰ لموسى وهارون"(اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ اور سیدنا ہارون علیہم الصلاۃ والسلام سے فرمایا)﴿فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى﴾ (طٰہٰ:44)۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حکم دیتے ہیں اپنے دو پیارے رسولوں کو(سیدنا موسیٰ اور سیدنا ہارون علیہم الصلاۃ والسلام)﴿فَقُوْلَا﴾ (آپ دونوں اسے کہو)۔کسے؟دنیا کے سب سے بڑے اور بدترین کافر کو۔کون تھا؟فرعون۔فرعون سے کیا کہو؟﴿فَقُوْلَا لَهٗ﴾۔ٹکڑے ٹکڑے کر دو مستحق اسی کا تھا کہ نہیں؟!جس نے کہا﴿اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى﴾(النازعات:24)اب وہ کس چیز کا مستحق ہے عقل کیا کہتی ہے اور شریعت کیا کہتی ہے؟جو سب سے بڑا ہٹ دھرم ہے اسے سزا دینی چاہیے یا نرمی سے بات کرنی چاہیے؟(سبحان اللہ))۔﴿فَقُوْلَا﴾ تم دونوں مل کر(ایک نہیں ، ایک نے سختی یا ایک نے نرمی نہیں کرنی دونوں مل کر﴿فَقُوْلَا﴾))﴿لَهٗ﴾ (اسے)﴿قَوْلًا لَّيِّنًا﴾ (نرم بات کریں اس سے)۔نرم بات کیوں کریں اُس سے؟﴿لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى﴾ (ہو سکتا ہے کہ کوئی نصیحت حاصل کر لے یا ڈر جائے)۔

ابھی بھی ڈرنے کا کوئی امکان باقی ہے اُس شخص کے دل میں اللہ کا ڈر پیدا ہو جس نے یہ کہہ دیا کہ میں سب سے بڑا ربّ ہوں تمہارا؟! اور جس نے کئی سو سالوں سے بنی اسرائیل کو طرح طرح کا عذاب دیئے یہاں تک کہ اس نے بنی اسرائیل کے نومولود نرینہ بچوں کو ذبح بھی کرنا شروع کر دیا اس کے دل میں رحم کی ذرّہ برابر بھی کوئی جگہ نظر آتی ہے! لیکن اس الرحمٰن الرحیم الکریم کے کرم کو دیکھیں آپ کہ پھر بھی اسے موقع دو ایک اور موقع دو اسے میرا ہی بندہ ہے کہاں جائے گا؟! کس نے پیدا کیا ہے اسے یہ طاقت یہ گھمنڈ کس نے دیا ہے اسے؟(سبحان اللہ)۔

کیا اس بات کا اثر ہوا فرعون پر کہ نہیں ہوا نرمی سے بات کی دلائل لے کر گئے؟ آخر میں جا کر ہوا۔ ہٹ دھرم تو وہ تھا زندگی بھر ہٹ دھرمی کرتا رہا اُس وقت نرمی سے کوئی فائدہ نہ ہوا مرتے وقت اس نے کہا میں ایمان لاتا ہوں کس کے ربّ پر؟ بنی اسرائیل کے ربّ پر(لیکن توبہ کا دروازہ بند ہو چکا تھا کیونکہ جب روح جب حلق تک پہنچتی ہے تو پھر توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے)۔ تو اس کی توبہ مسترد ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ کو قبول نہیں کیا لیکن اس نرمی کا اثر اور حق جو سامنے اس کے ہوا زیادہ فائدہ کس کو ہوا؟ اس کو فائدہ تو نہ ہوا بنی اسرائیل کو زیادہ فائدہ ہوا۔

اور سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو دعوت میں زیادہ فائدہ ہوا کہ نہیں اگر پہلے دن سے تلوار لے کر جاتے اور مارنا شروع کر دیتے کیا ہوتا؟ یہ دین دین فطرت ہے بتادوں میں آپ کو یہ نہیں ہے کہ بس یہاں پر ہر بندے کو اپنی طاقت دکھانی ہے اور بس ٹوٹ پڑو مر مٹو۔ نہیں! مر مٹنے کی بات نہیں ہوتی کب مرنا ہے کب مٹنا ہے یہ بھی شریعت میں ہے، اور حکمت کسے کہتے ہیں یہ بھی شریعت میں ہے، صبر کب کیا جاتا ہے یہ بھی شریعت میں ہے، ہتھیار کب ڈالا جاتا ہے کب اٹھایا جاتا ہے یہ بھی شریعت میں ہے۔ تو ہمیں کسی عقل والے کی عقل کی بات کو سننے کی ضرورت نہیں ہے نہ کسی دانشور کی دانشوری کی ہمیں ضرورت ہے، ہمیں ضرورت ہے قال اللہ و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اس میں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ساری کی ساری چیزیں کھول کھول کر بیان کر دی گئی ہیں صرف عمل کا انتظار ہے، صحیح سمجھنے کا اور عمل کا انتظار ہے ﴿فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى﴾ اور ہر داعیان اسلام کے لیے یہ حکم ہے۔

سختی کی اپنی جگہ ہے اور ہر بات کا سختی سے آغاز نہیں کیا جاتا، کہاں پر سختی کرنی ہے شرعاً وہ جگہیں معروف اور موجود ہیں کیسے کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سختی کی، نہیں کی؟! یعنی جو صحابہ جنگ تبوک سے رہ گئے تھے کتنی شدید سختی ہوئی تھی کہ پچاس دن اُن کے ساتھ بولنا تو کیا سلام کرنا بھی منع کر دیا تھا۔ مسلمان بھائی ہیں

ایک طرف اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے ایک جسم کی مانند ہے اگر ایک جسم کے حصے میں کوئی درد تکلیف ہوتی ہے تو پورے جسم میں بخار ہو جاتا ہے درد ہو جاتا ہے دوسری طرف اُن کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں اُن سے بات تو کیا سلام کرنا بھی اور سلام کا جواب دینا بھی گوارا نہیں سختی ہے کہ نہیں؟! اُس کی جگہ ہے سختی کی کہ کب کرنی ہے یہ نہیں کہ ہر وقت ہر دعوت کے کام میں ابتداء ہی سختی سے ہوتی ہے، یہ غلط ہے۔

الغرض ''ثم'' شیخ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں ''من أمر أو نهى'' (جس نے حکم دیا یا منع کیا) ''فلابد أن يؤذى في العادة'' (تو یہ بھی لازم ہے کہ اسے اذیت پہنچائی جائے گی عادتاً)۔ عام طور پر اذیت پہنچائی جاتی ہے جب آپ خیر کام کے لیے گھر سے نکلیں گے اور لوگوں کو بلائیں گے، یا گھر کے اندر آپ لوگوں کو (اپنے گھر والوں کو ہی سہی) جب اچھائی کا حکم دیں گے برائی سے روکیں گے تو پھر وہ خوش ہوں گے کیا؟! ناگواری سی ہوتی ہے یاد رکھیں لیکن اب اس ناگواری کے ہوتے ہوئے ہم نے کیا کرنا ہے اگر ہم بھی جلد بازی سے کام لیتے رہیں اور مار دھاڑ پر آئے یا گالی گلوچ پر آئے (نعوذ باللہ) یا کچھ غلط قدم اٹھا کر اور اپنی من مانی کرنا چاہیں تو پھر کیا ہو گا رزلٹ؟ معروف اور منکر اپنی جگہ پر رہے گا اور لوگ اپنی جگہ پر رہیں گے نہ معروف پہنچ سکے گا نہ منکر سے وہ دور ہو سکیں گے۔ اگر یہ خیر ان تک پہنچانا ہے تو پھر اذیت وہاں سے ہو گی اور یہاں سے کیا ہو گا؟ صبر ہو گا۔

''فعليه أن يصبر ويحلم كما قال تعالىٰ'' (صبر اور حلم بردباری سے کام کرنا جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے) ﴿وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (لقمان:17)۔ سیدنا لقمان جب اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہے تھے خوبصورت الفاظوں میں چند الفاظ اللہ تعالیٰ سیدنا لقمان کی زبانی فرماتے ہیں ﴿وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (اے میرے پیارے بیٹے! معروف کا حکم دینا اور منکر سے منع کرنا) ﴿وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ﴾ تیسرے نمبر پر کیا ہے؟ صبر ہے۔ أمر بالمعروف و نہی عن المنکر تیسرا ہے ﴿وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ﴾ (اور جو تمہیں پہنچے اس پر صبر کرو) ﴿إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾ (یہ عام بات نہیں ہے یہ عزم أمور میں سے ہے

)۔جو بڑی عزم والی اور ہمت والی باتیں ہیں یہ ان میں سے بات ہے کہ کوئی شخص صبر بھی کرنے والا ہو(علم ہے، رفق ہے، حلم ہے اور پھر صبر بھی ہے)۔

”وقال أيضاً“(شیخ الاسلام رحمۃاللہ علیہ یہ بھی فرماتے ہیں)”والواجب على الآمر بالمعروف والناهي عن المنكر“۔ابھی ایک اور واجب باقی ہے ابھی علم کا واجب آگیا ہے پھر صبر بھی بیچ میں آگیا ہے یہ ساری چیزیں آگئی ہیں اب کچھ اور بھی رہتی ہیں اہم باتیں۔”وقال أيضاً ،والواجب على الآمر بالمعروف والناهي عن المنكر“(اور یہ بھی واجب ہے أمر بالمعروف جو أمر بالمعروف کرنے والا ہے”والناهي عن المنكر“جو نہی عن المنکر کرنے والا ہے)۔یہ اسماء فاعل ہے کرنے والے جو ہیں۔کیا؟”أن يكون أمره ونهيه“(کہ اس کا أمر اور نہی”أن يكون أمره ونهيه لله“اللہ تعالیٰ کے لیے ہے)۔یہ کیا ہے اسے کیا کہتے ہیں؟الاخلاص للہ۔”وقصده طاعة الله سبحانه وتعالیٰ“((اور اس کا قصد کیا ہونا چاہیے؟)اللہ تعالیٰ کی اطاعت اسے اخلاص کہتے ہیں)”وأن يكون مقصوده صلاح المأمور“(اخلاص تو ہے اور یہ مقصد ہونا چاہیے کہ جس کو میں حکم دے رہا ہوں اچھائی کا معروف کا کہ اس کی اصلاح ہو جائے)۔

اسے کہتے ہیں نیت کی درستگی ہے اور اخلاص کی یہی سچی نشانی ہے اگر اخلاص آپ کا سچا ہے تو پھر آپ کا مقصد دوسروں کی خیر خواہی ہے اپنا ذاتی کوئی نفع نہیں ہونا چاہیے، اگر آپ کا ذاتی نفع اس میں کوئی وابستہ ہے کہ اس میں مجھے یہ فائدہ ملے گا، اچھا نام ہو گا، اچھا پیسہ ملے گا، اچھا یہ ہو گا، جتنا آپ کی نیت میں کھوٹ پیدا ہوتا جائے گا اتنی ہی اخلاص میں کمی ہوتی جائے گی اس لیے مقصد دوسرے کی اصلاح ہے جب مقصد یہی ہے اگر دوسرا اذیت بھی دیتا ہے تو صبر کرنا پڑے گا کہ نہیں؟اگر مقصد میں خرابی ہے تو پھر صبر میں بھی اتنی ہی خرابی ہوتی ہے(سبحان اللہ)۔

”وأن يكون مقصوده صلاح المأمور وإقامة الحجة عليه“(جس کو حکم دیا جارہا ہے اس کی اصلاح مقصد ہو اور اس پر حجت قائم کرنا مقصد ہو)۔اس نے مانا نہیں ہے کیا اصلاح لازم ہے اس کی؟اصلاح نہیں چاہتا کوئی شخص تو مجھے کیا فائدہ ہو گا؟ حجت قائم ہو گی(اللہ اکبر)۔یعنی آپ کا عمل رائیگاں نہیں گیا دونوں میں سے ایک بات ہے یا تو اس کی اصلاح ہو گئی اور اس نے حق کو قبول کر لیا یہی مطلوب تھا۔یہ مقصد تھا کہ نہیں؟اگر اس نے نہیں مانا کیا وقت ضائع ہوا؟نہیں واللہ وقت ضائع نہیں ہوا آپ نے اس پر حجت قائم کر دی ہے اب قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو کر کوئی عذر پیش نہیں کر سکے گا کہ مجھے تو کسی نے بتایا نہیں کہ یہ معروف ہے یا یہ منکر ہے مجھے کیا پتہ تھا!فوراً، یہ بندہ تمہارے پاس

آیا تھا کہ نہیں آیا تھا کیا جواب دیا تھا؟اور اس بندے کے لیے پھر کیا تیار ہو گا؟(سبحان اللہ)۔"وأن لا يكون مقصوده طلب الرئاسة لنفسه، وطائفته، أو تنقص غيره"(اور یہ مقصد ہرگز نہیں ہونا چاہیے کہ اپنے لیے کوئی بڑائی یا کوئی ریاست ،یا کوئی منصب یا کوئی جگہ یا کوئی پوسٹ یا اپنے گروہ کے لیے اپنی جماعت کے لیے کوئی نفع)"أو تنقص غيره"(یا جس کو وہ حکم دے رہا ہے اس کی تنقیص مقصد نہ ہو)۔

بعض لوگ یہ کام تو کرتے ہیں لیکن لوگوں کو ذلیل کرنے کے لیے اُن کو خوار کرنے کے لیے اور ایک بات یہاں پر یہ بھی یاد رکھیں کہ جرح وتعدیل کرنے والے ہرگز(علماء کی بات میں کر رہا ہوں جو علمائے حق ہیں)سلف سے لے کر ان کے متبعین خلف تک تا قیامت اُن کی نشانی دیکھ لیں آپ جب بھی کسی کی جرح کرتے ہیں تو ثبوت ہوتا ہے،جو بغیر ثبوت کے جرح کرتے ہیں وہ تنقیص کرتے ہیں اگر ثبوت کے ساتھ آپ کسی کی جرح کرتے ہیں تو پھر یہ عیب نہیں ہے۔ (آخری ان شاءاللہ چیپٹر میں آئے گا اسی کتاب میں کہ غیبت چھ چیزوں میں جائز ہے بتائیں گے یہ بات واضح ہو گی)یہ غیبت نہیں ہے یہ دو طریقے سے اس میں خیر ہے:

1-دین ہمیں سب سے زیادہ محبوب چیز ہے اگر کوئی اس میں غلطی کرتا ہے تو ہم غلطی کی اصلاح کرتے ہیں جرح کر کے کہ یہ غلط ہے اور صحیح یہ ہے۔

2-جس کی جرح کی جارہی ہے اس کے لیے بھی خیر ہے کہ اس کی غلطی جہاں تک گئی ہے جب لوگ اس کی غلطی کو دیکھ لیں گے تو اس غلطی سے بچیں گے اور وہ بھی گناہ سے بچ جائے گا۔

تو اس میں خرابی کہاں پر ہے؟!بعض جاہل لوگ سمجھتے ہیں کہ جرح کرنے والے آج امت میں فتنہ چاہتے ہیں امت کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں،جاہل ہیں(سبحان اللہ)!سلف کے زمانے میں بعض لوگ کم علم آکر کہتے تھے کہ یہ غیبت نہیں ہوتی آپ کسی کے تعلق سے بات کرتے ہیں؟!بلکہ بعض سلف سے یہ ثابت ہے کہتے ہیں کہ آؤ اللہ کے لیے ذرا غیبت کر لیں۔

کیا اللہ کے لیے بھی کبھی غیبت ہوتی ہے کیا؟جرح وتعدیل کسی کے سامنے تو نہیں کیا جاتا نا اس کی پیٹھ پیچھے کیا جاتا ہے نا اور کسی کا ذکر ایسے الفاظوں میں کرنا اگر اس کے سامنے کرنے سے ناگواری ہوتی ہو اسے تو اسے کیا کہتے ہیں؟غیبت کہتے ہیں۔اس کی عدم موجودگی میں اس کا بُرا ذکر کرنا اس کی کوئی برائی بیان کرنا غیبت ہی ہوتی ہے۔اب جس کی جرح کی جا

رہی ہے غیبت تو ہے اس کی لیکن کس لیے غیبت ہے یہ؟ دین کے لیے ہے "تعالوا نغتاب في الله" سبحان اللہ۔ تو یہ لغت کی غیبت ہے شرعاً غیبت نہیں ہے یہ لغت کے اعتبار سے غیبت ہے اور یہ جرح و تعدیل کے علماء جو علماء حق ہیں ان کی نشانی کہ ثبوت کے ساتھ ثبوت پیش کرتے ہیں، پھر جرح کی بات کرتے ہیں، پھر یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ صحیح کیا ہے اور اس کا ثبوت بھی بیان کرتے ہیں۔

یہ نشانی دیکھ لیں کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں نہیں جی! یہ تو فتنہ چاہتے ہیں اور پھر ان لوگوں کی باتیں لے کر آتے ہیں جو غلط جرح کرتے ہیں اور ان لوگوں کی باتوں کے ساتھ ملاتے ہیں جو صحیح جرح کرتے ہیں اور خلط ملط کر دیتے ہیں حقائق کو!

یہ جرم اور ظلم ہے یاد رکھیں، دونوں کو الگ الگ کریں جو غلط جرح کرتے ہم بھی اس کے مخالف ہیں، جو بغیر دلیل کے کسی کو رگڑ دیتے ہیں پکڑ کر ایسے بغیر کسی وجہ کے یہ جائز نہیں ہے شرعاً، اور علماء کی طرف انگلی اٹھانا یا کبار طلاب علم یا عام مسلمان کے بھی بہتان لگانا یا ان کی غیبت کرنا شرعاً جائز نہیں ہے لیکن جب آپ حق بیان کرتے ہیں اس کی غلطی سے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ اُس غلطی سے بچ جائے جب وہ خود رجوع نہیں کرتا تب اس کی غلطی لوگوں تک جو پہنچی ہے تو لوگوں کو سمجھانا ہے ورنہ لوگوں کو کیسے پتہ چلے گا کہ اس نے غلط بولا ہے۔ آج کل لوگ تو ہر داڑھی والے کو عالم سمجھ بیٹھے ہیں اور غلطیوں پر غلطیاں ہو رہی ہیں یہاں تک غلطی پہنچ چکی ہے آج (اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے (آمین)) کہ توحید شرک اور شرک توحید بن گیا ہے (إنا للہ وإنا إلیہ راجعون) آپ توحید کی بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تفرقہ چاہتے ہیں یہ فتنہ چاہتے ہیں امت میں، آج شرک سے لوگوں کو منع کرتے ہیں کہتے ہیں دیکھو یہ فتنہ چاہتے ہیں۔

شرک والا فتنہ نہیں چاہتا جو توحید سے دور ہے وہ فتنہ نہیں چاہتا فتنہ کون چاہتا ہے؟! جو شرک سے روکتا ہے! جب حقائق اس طریقے سے خلط ملط ہو جائیں تب متعین ہو جاتا ہے کہ نہیں علماء اور طلاب علم پر کہ کیا حق ہے کیا باطل ہے دونوں کو جدا جدا کر لیں تاکہ لوگوں کے لیے آسانی ہو؟

شیخ صاحب فرماتے ہیں "وأصل الدين" (دین کا اصل سن لیں آپ) "أن يكون الحب لله" اللہ اکبر، آخر میں بڑی خوبصورت اور پیاری باتیں ہیں ذرا غور سے سنیں کہتے ہیں "أن يكون الحب لله" ((دین کی اصل کیا ہے دین کی بنیاد سن

لیں)محبت اللہ تعالیٰ کے لیے ہونی چاہیے)"والبغض للہ"(بغض اللہ تعالیٰ کے لیے)"والموالآۃ للہ"(دوستی اللہ تعالیٰ کے لیے)"والمعاداۃ للہ"(دشمنی اللہ تعالیٰ کے لیے)"والعبادۃ للہ"((عبادت کس کے لیے؟)صرف اللہ تعالیٰ کے لیے) "والأستعانۃ باللہ"(مدد صرف اللہ تعالیٰ سے)"والخوف من اللہ"(ڈر صرف اللہ تعالیٰ سے)"والرجاء من اللہ"(امید صرف اللہ تعالیٰ سے)"والعطاء للہ"(دینا ہے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے)"والمنع للہ"(اور منع کرنا ہے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے(اللہ اکبر))"وھذا إنما یکون"یہ کیسے ممکن ہیں ساری چیزیں؟" إنما"(صرف اور صرف ایک ہی راستہ ہے) "إنما یکون بمتابعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"۔اخلاص کی بات ہوئی اتباع سنت کی بات ہوئی تو ادھوری باقی رہتی ہے کہ نہیں؟ جب اتباع سنت کی بات آتی ہے تو بعض ساتھی پریشان ہو جاتے ہیں کہ کہاں ہے اتباع سنت؟ یہ آگئی ہے۔کیسے ممکن ہے اس پر عمل کرنا؟"إنما یکون بمتابعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذي أمرہ أمر اللہ"(جن کا حکم اللہ تعالیٰ کا حکم ہے)"ونھیہ نھي اللہ"(جن کا منع کرنا اللہ تعالیٰ کا منع کرنا ہے(برابر ہے دوسرے نمبر پر نہیں ہے))۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن پھر حدیث، غلط ہے۔ صحیح کیا ہے؟قرآن اور حدیث۔دونوں میں کیا فرق ہے قرآن پھر حدیث سے کیا مراد ہے؟پہلے قرآن میں دیکھیں گے ملا تو ٹھیک ہے نہیں تو پھر حدیث بعد میں دیکھیں گے۔قرآن اور حدیث کا کیا مطلب ہے؟دونوں وحی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور دونوں سے احکام ثابت ہوتے ہیں۔

"الذي أمرہ أمر اللہ ونھیہ نھي اللہ ومعاداتہ معاداۃ اللہ وطاعتہ طاعۃ اللہ ومعصیتہ معصیۃ اللہ"(اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع جن کا أمر اللہ تعالیٰ کا أمر ہے جن کا منع کرنا اللہ تعالیٰ کا منع کرنا ہے، جن کی دشمنی اللہ تعالیٰ کی دشمنی ہے، جن کی فرمانبرداری اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے اور جن کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے)"انتھي کلامہ من کلام شیخ الإسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ باختصار"(کہ اختصار سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی بات کا اختتام ہوا)۔

اور آج کی نشست میں ہم نے صرف ایک قاعدہ پڑھا ہے۔واجب کے لیے نوٹ کر لیں اگلے ہفتے میں ان شاء اللہ دیکھیں گے اسی قاعدے کے تعلق سے دو بڑے گروہوں نے غلطیاں کی ہیں وہ کیا غلطیاں ہیں، پہلا گروہ معتزلہ اور دوسرا گروہ جماعت التبلیغ ، تبلیغی جماعت نے اس قاعدے میں غلطی کی وہ کیا غلطی ہے۔دونوں کے پاس یہ قاعدہ موجود ہے بتاؤں میں آپ کو۔اور معتزلہ کے اصول کتنے ہیں۔پانچ۔پانچ اصولوں میں سے ایک اصل ہے کہ نہیں؟اُن

سے وہ کیا مراد لیتے ہیں میں نے آپ کو آسان کر دیا ہے کہ کیا مراد لیتے ہیں، اور جماعت التبلیغ اس اصل سے کیا مراد لیتے ہیں (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (25: کن سلفیاً علی الجادۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔